بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام کا سیاسی نظام

اسلام کے سیاسی نظام کی بنیاد تین اصولوں پر رکھی گئی ہے۔

(۱) توحید (۲) رسالت (۳) خلافت (سیاست کے معنی سنوارنا، نگرانی کرنا، امور کی تدبیر اور انتظام کرنا)

(۱) توحید: خدا سب کا خالق، سب کا پروردگار، سب کا مالک ہے۔ حکومت اور فرماں روائی اُسی کی ہے، وہی حکم دینے والا اور وہی کسی چیز سے منع کرنے والا ہے۔ بندگی اور طاعت بلا شرکت غیرے اسی کے لیے ہے۔ ہماری یہ ہستی، ہماری طاقتیں، ہمارے اختیارات جو موجوداتِ دنیا پر ہم کو حاصل ہیں اور ہم ان اختیارات کو ان موجودات پر استعمال کرتے ہیں ان میں سے کوئی چیز بھی نہ ہماری پیدا کردہ ہے یا حاصل کردہ ہے، بلکہ اللہ کی عطا کردہ ہے۔ جس میں اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ یہ ساری باتیں توحید کے اصول ہیں اور یہ سب انسانی حاکمیت کی سرے سے نفی کرتے ہیں۔ حاکم صرف خدا اور اسی کا حکم، قانون ہے۔

(۲) رسالت: خدا کا قانون جس ذریعے سے بندوں تک پہنچا ہے، اُس کا نام رسالت ہے۔

رسالت سے ہم کو دو چیزیں ملتی ہیں:

(۱) کتاب جس میں خود خدا نے اپنا قانون بیان کیا ہے۔

(۲) کتاب کی مستند تشریح جو رسول ﷺ نے خدا کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے

اپنے قول اور عمل میں پیش کی ہے۔

خدا کی کتاب میں تمام اصول بیان کر دیے گئے ہیں، جن پر انسانی زندگی کا نظام قائم ہونا چاہیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب کے منشاء مطابق عملاً ایک نظام زندگی بنا کر، چلا کر، اس کی ضروری تفصیلات بتلا کر، ہمارے لیے ایک نمونہ قائم کر دیا ہے۔ انہیں دونوں کے مجموعہ کا نام اسلامی اصطلاح میں ''شریعت'' ہے اور یہی وہ اساسی دستور ہے جس پر اسلامی ریاست قائم ہوتی ہے۔

(۳) خلافت: عربی زبان میں نیابت کے لیے لفظ خلافت آتا ہے۔ انسان کی اصل حیثیت زمین پر خدا کے نائب کی ہے، یعنی اس کے ملک میں اس کے دیے ہوئے اختیارات استعمال کرنا ہے۔

اسلام کے نظریۂ سیاست کی رو سے جو ریاست قائم ہوگی وہ دراصل خدا کی حاکمیت کے تحت انسانی خلافت ہوگی اور پھر یہ کسی ایک شخص یا خاندان یا طبقے کو خلیفہ نہیں قرار دیتا، بلکہ ان سب کو اپنی خلافت کے منصب کو سونپتا ہے جو توحید اور رسالت کے بنیادی اصولوں کو تسلیم کرتا ہے۔ پھر نیابت کی شرطیں پوری کرنے پر امادہ ہوتا ہے۔ یہی وہ لفظ ہے جہاں اسلام میں جمہوریت کی ابتداء ہوتی ہے۔ اسلامی معاشرے کا ہر فرد خلافت کے حقوق اور اختیارات رکھتا ہے، ان حقوق اور اختیارات میں تمام افراد بالکل برابر کے حصے دار ہوتے ہیں، کسی کو کسی پر ترجیح نہیں ہوتی۔

ریاست کا مقصد

بھلائیوں کو فروغ دیں اور برائیوں کو مٹائیں۔ نہ یہ کہ صرف ملکی انتظامات کریں یا اجتماعی خواہشات کو پورا کریں، اخلاقی اصولوں کی پابندی کی جائے، اسلامی ریاست میں

قانون سازی ان حدود کے اندر ہوگی جو شریعت میں مقرر کی گئی ہیں۔

شریعت کے منشاء کو معلوم کرنے کے لیے مجلس شوریٰ کی ایک کمیٹی مقرر ہوگی جو علماء پر مشتمل ہوگی، اسلام میں عدالتی انتظامات حکومت کے ماتحت نہیں ہوتے۔

خلافت اور ملوکیت کا فرق

(۱) تَقَرُّرِ خلیفہ کے دستور میں تبدیلی۔

(۲) خلفاء کے طرز زندگی میں تبدیلی۔

(۳) بیت المال کی حیثیت میں تبدیلی۔

(۴) آزادی اظہار رائے کا خاتمہ۔

(۵) عدلیہ کی آزادی کا خاتمہ۔

(۶) شوریٰ وی حکومت کا خاتمہ۔

(۷) نسلی اور قومی عصبیتوں کا ظہور۔

(۸) قانون کی بالادستی کا خاتمہ۔

نوٹ: ملوکیت کا آغاز ہوتے ہی قیادت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی:

(۱) سیاسی قیادت۔

(۲) دینی قیادت۔

خلافت کی مزید تفصیلات

سیاست، حیات انسانی کا ایک اہم شعبہ ہے۔ اسلامی نظام حکومت کو دینی اصطلاح میں خلافت کہتے ہیں۔ سیاست کے متعلق قرآن کا نظریہ اس کے اساسی تصور کائنات پر مبنی ہے۔

تصور کائنات کیا ہے؟

(۱) اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا اور خود انسان کا اور تمام چیزوں کا خالق ہے جن سے انسان اس دنیا میں مستفید ہو رہا ہے۔

(۲) اس تصور کی بنیاد پر انسانوں کا حقیقی حاکم وہی ہے جو کائنات کا حاکم ہے۔

(۳) کائنات کا رب ہی انسانوں کا رب ہے۔

(۴) خدا کا قانون انسانوں تک پہنچنے کا ذریعہ صرف خدا کا رسول ہے۔

(۵) خدا اور رسول کا حکم قرآن کی رو سے بالاتر قانون ہے۔

خلافت کیا ہے؟

(۱) یہی کہ ریاست خدا اور رسول کی قانونی بالادستی کو تسلیم کر کے اس کے حق میں اپنی حاکمیت سے دست بردار ہو جائے اور حاکم حقیقی کے تحت اپنی حیثیت ''نائب'' کے طور پر قبول کرلے، اس طرح انسان دنیا میں خود مختار مالک نہیں ہے، بلکہ اصل مالک کا خلیفہ ہے

(۲) اہل ایمان کا ہر فرد خلافت میں برابر کا حصّہ دار ہے۔ یہی چیز خلافت کو ملوکیت، طبقاتی حکومت اور مذہبی پیشواؤں کی حکومت سے الگ کر کے جمہوریت کے رخ پر موڑتی ہے۔

(۳) مغربی طرز جمہوریت عوامی حاکمیت کے اصول پر قائم ہوتی ہے لیکن اسلامی جمہوریت والی خلافت میں خود عوام خدا کی حاکمیت کو تسلیم کر کے اپنے اختیارات کو اس کے احکام کے تحت کر دیتے ہیں۔

(۴) اسلامی ریاست کا پورا کام باہمی مشوروں سے چلتا ہے۔

اسلامی دستور کے بنیادی اصول:

اسلامی دستور کے بنیادی اصول چھ ہیں:

(۱) اللہ اور رسول کی اطاعت سب پر مقدم۔

(۲) اُولِی الامر کی اطاعت کا، اللہ اور رسول کی اطاعت کے تحت ہونا۔

(۳) اُولِی الامر مرد ہوں اور اہل ایمان سے ہوں۔

(۴) رعایا کو حُکّام اور حکومت سے نزاع کا حق ہے۔

(۵) آخری فیصلہ خدا اور رسول کا فیصلہ ہوگا۔

(۶) نظام خلافت میں ایک ایسا ادارہ ہو جو حاکم اور رعایا کے درمیان آزاد رہ کر بالاتر قانون کے مطابق نزاعات کا فیصلہ دے سکے۔

مُنْتَظِمَہ (Executive) مُقَنِّنَہ (Legislature) عَدَلِیَّہ (Judiciary)

رعایا کے بنیادی حقوق:

(۱) جان کی حفاظت۔

(۲) ملکیت کی حفاظت۔

(۳) نجی زندگی کی حفاظت۔

(۴) ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا حق۔

(۵) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حق۔

(۶) تنقید کی آزادی کا حق۔

(۷) آزادی اجتماع کا حق۔

(۸) ضمیر اور اعتقاد کی آزادی کا حق۔

(۹) مذہبی دل آزاری سے تحفظ۔

(۱۰) کسی کے خلاف کاروائی ثبوت کے ساتھ ہو۔

(۱۱) بے کسوں کا خیال رکھا جائے۔

ریاست کا مقصد

عدل قائم ہو — ارکان اسلام کا قیام
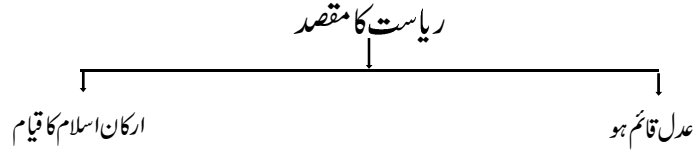
باشندوں پر حکومت کے حقوق:

(۱) رعایا حکومت کی اطاعت کرے۔

(۲) بھلے کاموں میں تعاون کرے۔

(۳) دفاع کے کاموں میں جان اور مال سے مدد کرے۔

اسلام کے اصول حکمرانی:

(۱) خدائی قانون کی بالاتری۔

(۲) عدل بین النّاس۔

(۳) مساوات بین المسلمین۔

(۴) حکومت کی ذمّہ داری اور جوابدہی۔

(۵) مجلس شوریٰ۔

(۶) اطاعت فی المعروف۔

(۷) اقتدار کی طلب اور حرص نہ ہو۔

(۸) ریاست کا مقصد یہ ہے کہ وہ اسلامی زندگی کو چلائے۔

(۹) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حق اور فرض۔

نوٹ: اسلام ایک شورائی خلافت کا تقاضہ کرتا ہے اور خلافت راشدہ، نبوت کی مکمل نیابت تھی۔

انبیاء کا اصل اصلاحی کام:

انسان پر انسان کی خدائی نہ ہونے پائے، کوئی انسان نہ دوسرے انسان کا عبد ہو نہ معبود، رب ہو نہ مربوب، بلکہ سب اللہ کے بندے ہوں۔ یہی پیغام سارے انبیاء لائے اور اسی پر اسلام کے نظریۂ سیاسی کی بنیاد ہے۔

اسلامی سیاست کا پہلا اصول:

حکم دینے اور قانون بنانے کے اختیارات تمام انسانوں سے ختم کر دیے جائیں، خواہ بادشاہ ہو، حاکم ہو یا سردار ہو، کیونکہ حکم اللہ کا ہو اور قانون اللہ کا۔ سب اس کی رعیت، وہی ان سب کا قانون ساز اور اسلامی ریاست کا کام خدا کے قانون کو نافذ کرنا ہے۔ اسلامی ریاست میں الٰہی حکومت ہوگی، جس کو اسلامی Theocracy کہتے ہیں۔

یہ کسی خاص مذہبی طبقے کے ہاتھ میں نہیں ہوتی، بلکہ عام مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے اور یہ عام مسلمان اسے خدا کی کتاب اور رسول کی سنت کے مطابق چلاتے ہیں۔

اس طرز حکومت کو، الٰہی جمہوری حکومت Theo democracy کہہ سکتے ہیں۔

اسلامی ریاست میں حدود اللہ کا مقصد، حدود کی حفاظت، انسان کی سلامتی، آخرت میں کامیابی وغیرہ ہے۔ چنانچہ عائلی زندگی میں پابندیاں ہیں۔ تمدن اور معاشرت میں حدود ہیں، جیسے قصاص وغیرہ۔ حدیں، انسان کے لیے سفر کا صحیح رخ معین کرتی ہیں۔

اسلامی ریاست کا مقصد لوگوں کو ظلم و زیادتی سے بچانا، آزادی کی حفاظت کرنا، بیرونی حملوں

سے روک تھام کرنا، ملک کی حفاظت کرنا، اجتماعی عدل کے نظام کو رائج کرنا، بدی کی تمام صورتوں کو مٹانا، اس کی تمام صورتوں کو وجود میں لانا ہیں۔

مذکورہ مقاصد کو حاصل کرنے کی خاطر سیاسی طاقت کا استعمال کرنا، تبلیغ و تلقین اور تربیت کے ذرائع کام میں لانا، جماعتی اثر اور رائے عامہ کے دباؤ کو بھی استعمال کرنا وغیرہ۔

اسلام میں فرد اور جماعت کا مقصد ایک ہی ہو، یعنی قانون الٰہی کا نفاذ اور رضائے الٰہی کا حصول۔

حدیث: (اِقَامَةُ حَدٍ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِيْ بِلَادِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ) **سنن ابن ماجه : ۲۵۳۷**

اللہ کے حدود (احکام) میں سے ایک حد قائم کرنے کی برکت ۴۰ دن کی بارش سے زیادہ ہے۔ (سنن ابن ماجہ : ۲۵۳۷)

انسانی حاکمیت ایک غلط فہمی ہے

دنیا میں جہاں جو خرابی پائی جاتی ہے اس کی جڑ صرف ایک چیز ہے اور وہ اللہ کے سوا کسی اور کی حاکمیت کو تسلیم کرنا ہے۔ یہی اُمُّ الْخَبَائِث ہے۔ یہ جڑ جب تک باقی ہے اس وقت تک نزول مصائب کا سلسلہ بند نہ ہوگا۔ مطلق العنان، بادشاہی کی جگہ اگر ہماری کوششوں سے پارلیمنٹ لے لے تو اس کا مطلب یہی ہوا کہ ایک خاندان خدائی کے مقام سے ہٹا دیا گیا، تو اس کی جگہ پارلیمنٹ خدا بن گیا، مگر اس طریقے سے انسانیت کا مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔ کیا پارلیمنٹ کی خدائی میں ظلم وفساد اور بغاوت بند ہوگئی؟ اسی طرح اگر سرمایہ دارانہ نظام کے خاتمے کی کوشش کی گئی اور اس میں کامیاب ہوگئے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ مزدور پیشہ عوام سرمایہ داروں کے بجائے اپنے منتخب خداؤں کے بندے بن جائیں گے۔ مگر کیا اس سے

آزادی، عدل وانصاف اور امن کی نعمتیں انسان کو حاصل ہو جائے گی؟ اب دنیا پر نظر ڈالیں کیا واقعی جہاں مزدوروں کے خدا حکومت کررہے ہیں وہاں یہ نعمتیں انسان کو حاصل ہیں؟

اللہ کی حاکمیت سے منہ موڑنے والے اپنی انتھک کوششوں سے اگر جمہوری حکومت قائم کر لیتے ہیں تو، کیا جمہوریت سے بھی انسان، امن وسکون، انصاف اور دیگر نعمتوں کو حاصل کرلے گا؟ کیا انسان خود اپنے نفس کے شیطان کی بندگی سے کبھی آزاد ہوگا اور کیا وہ اپنی خواہشات والی زندگی پر چلنا چھوڑ دے گا؟

غرض انسان کے مصائب اور پریشانیوں کہ جتنے حل بھی دنیا میں دنیا والے سوچ رہے ہیں ان سب کا خلاصہ یہی ہے کہ خدائی یا حاکمیت بعض انسانوں سے سلب ہوکر بعض دیگر انسانوں کی طرف منتقل ہورہی ہے، ایسا اگر ہوا تو یہ مصیبت کو ختم کرنا نہیں ہوا، بلکہ مصیبت کا راستہ بدل دیا گیا، کبھی شاہی حکومت تو کبھی سرمایہ داری، تو کبھی جمہوریت مصیبت ہوگی۔

ان سب میں یہی ہوا کہ ایک انسان نے دوسرے انسان کو خدا بنایا، یا دوسرے کی خدائی تسلیم کیا، یا خود ہی خدا بن گیا۔ بہرحال ان تمام صورتوں میں تباہی کا اصل سبب جیسے کا ویسا باقی رہ گیا۔ اصل سبب کیا ہے؟ جو بادشاہ نہیں ہے وہ بادشاہ بن گیا، جو حقیقت میں بندہ اور غلام ہے اس کو حاکم بنا دیا گیا، جو مملوک تھا وہ مالک ہوگیا، جو محکوم تھا وہ حاکم ہوگیا، جو مسئول تھا وہ مختار ہوگیا، حقیقت میں خدا، خدا ہی رہے گا اور بندہ، بندہ ہی رہے گا۔ مگر جب اس زبردست غلط فہمی پر اپنی زندگی کی عمارت اٹھے گی تو خدا کا تصور کہاں رہے گا؟

یہ بات انسانی عقل آخر کس طرح قبول کر لیتی ہے کہ خلق کسی کی ہو اور حکم کسی کا ہو، خالق اور رازق کوئی ہو اور حکم کسی کا چلے، ملک کسی کا اور بادشاہی کسی کی ہو، عقل اور فطرت کا

تقاضا یہی ہے کہ جو خالق ہے، رازق ہے، مالک ہے، وہی معبود بھی ہے اور وہی حاکم بھی ہے۔ دنیا اس کی ملکیت، ہم اس کے مملوک۔

اگر انسان خدا کی حاکمیت کو تسلیم نہیں کرتا، اس کے سوا کسی کی حاکمیت کو مانتا ہے، تو یہ صریح واقعہ کے خلاف ہے اور جھوٹ ہے، یہ دھوکا ہے۔ انسان اس حقیقت کو محسوس کرے اور اپنی غلط فہمی کی اصلاح کرلے۔ کیونکہ انسان کی غلط فہمی سے حقیقت میں کوئی تغیر نہیں آسکتا اور اس غلط فہمی کی وجہ سے وہ نقصان سے بچ نہیں سکتا۔

صرف خلافت کا نظریہ ہی انسان کو امن دے سکتا ہے

انسانی حاکمیت سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ ہم غیر اللہ کی حاکمیت سے مکمل انکار کریں اور خدا کی حاکمیت کو تسلیم کریں اور ہر اس نظام حکومت کو رد کر دیا جائے جو انسانی اقتدار اعلیٰ کے باطل نظریے پر قائم ہو۔ جہاں انسان بذات خود حاکم ہے اور صاحب امر ونہی ہونے کا مدّعی ہے۔ صرف خلافت الٰہی میں انسان کی فلاح ہے۔ اسی سے ظلم مٹ سکتا ہے، عدل قائم ہوسکتا ہے، اسی کو استعمال کرکے، اختیار کرکے انسان اپنی قوتوں کا صحیح مصرف اور اپنی سعی اور کوشش کا صحیح رخ پا سکتا ہے۔

اسلام سارے لوگوں سے پوچھتا ہے کہ آیا متفرق چھوٹے چھوٹے خداؤں کی بندگی اچھی ہے یا اس ایک اللہ کی جو سب پر غلبہ اور تسلّط رکھتا ہے۔

اسلام انسانی زندگی ہی میں بنیادی اصلاحات کرنے کے لیے آیا ہے۔ اس کو کسی قوم سے دلچسپی اور کسی قوم سے عداوت نہیں ہے۔ اسلام ظلم کی جڑ اور فساد کے سرچشمے پر براہ راست حملہ کرتا ہے۔

غیر اسلامی نظریہ اور پالیسی اختیار کرنے کے لیے حالاتِ زمانہ اور مقتضیاتِ وقت

کا بہانہ کوئی بہانہ نہیں ہے۔ مسلمان جہاں اور جس ماحول میں بھی ہوں گے ان کو وقتی حوادث اور مقامی حالات و معاملات سے بہرحال سابقہ پیش ہی آئے گا۔ پھر وہ اسلام آخر کس کام کا اسلام ہے، جس کی اتباع صرف مخصوص حالات ہی میں کیا جائے اور جب حالات دگرگوں ہوں تو اسے چھوڑ کر حسبِ سہولت کوئی دوسرا نظریہ اختیار کر لیا جائے۔

دراصل مختلف حالات میں اسلام کے سیاسی نظریے اور بنیادی مقاصد کے مطابق طرزِ عمل اختیار کرنا ہی مسلمان ہونا ہے۔ ایک مسلمان سچا مسلمان اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ وہ زندگی کے تمام جزی معاملات اور وقتی حوادث میں اسلامی نقطۂ نظر اور اسلامی طریقہ اختیار کرے۔

جلالِ بادشاہی ہو کے جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں، سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا جاتا ہے تولا نہیں جاتا

نہ ہو مذہب میں جب زورِ حکومت
وہ دین کیا ہے؟ فقط اک فلسفہ ہے

کرتی ہے ملوکیت آثارِ جنوں پیدا
اللہ کے نشتر ہیں تیمور ہو یا چنگیز

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیّاری ہے سلطانی بھی عیّاری

تحریکیں

قومی تحریکیں | اصلاحی تحریکیں
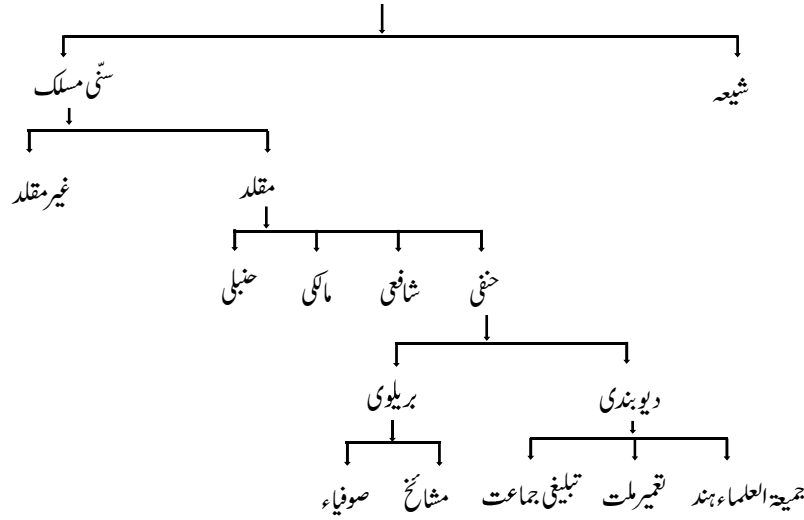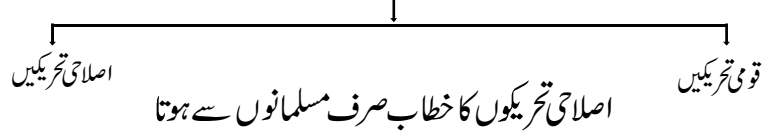
اصلاحی تحریکوں کا خطاب صرف مسلمانوں سے ہوتا ہے۔ عقائد، اخلاق، معاشرے کی اصلاح وغیرہ۔ مگر ان تحریکوں کا مقصد اسلام کو دوسرے حلقوں تک پہنچانا نہیں ہوتا۔ جماعت اسلامی ایک اصلاحی تحریک ہے، لیکن اس کا دائرہ کار صرف مسلمانوں تک محدود نہیں ہے، بلکہ غیر مسلموں تک گیا ہے۔ جماعت اسلامی نے دعوت کے ساتھ سیاست میں بھی خالص اسلامی پہلو کو اپنایا ہے۔ سیاست کو پاک کرنے کی کوشش بھی ان کی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح موجودہ سیاست کا رخ بھی غلط ہو گیا ہے اور اس نے پوری دنیا کو فتنہ اور فساد سے بھر دیا ہے۔

جماعت اسلامی ۔۔۔ایک تعارف

یہ جماعت جمہوری حاکمیت کے بجائے جمہوری خلافت کے قائل ہیں۔

(۱) شخصی بادشاہی۔

(۲) امیروں کا اقتدار۔

(۳) طبقوں کی اجارہ داری وغیرہ نہ ہو۔

بادشاہی اللہ کی ہو، انسان کا بادشاہ بن جانا غلط فہمی ہے۔

ان سب کے مقابل ایک خدا پرستانہ انسانی جمہوری خلافت جماعت اسلامی کا نصب العین ہے اور پورے نوع انسانی کی زندگی کو دین حق پر قائم کرنا ہے۔

دعوت اسلامی کے تین نکات:

(۱) بندگان خدا کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص اللہ کی بندگی کی دعوت دینا۔

(۲) مسلمان منافقت اور تناقض کو اپنی زندگی سے خارج کر دینا اور مخلص بن جانا۔

(۳) معاملات دنیا کے نظام کی لگام جو خدا کے باغیوں کے ہاتھ میں آ گئی ہے اس کو بدلنا چاہیے۔اور رہنمائی و امامت دونوں نظری اور عملی اعتبار سے مؤمنین کے ہاتھ منتقل ہو، یعنی امامت میں تغیر ضروری ہے۔

اطاعت دین۔اشاعت دین۔اقامت دین۔

دین حق یا حکومت الٰہیہ جماعت اسلامی کا مقصد ہے

تا کہ انسانی زندگی کے پورے نظام کو اس کے شعبوں یعنی فکر و نظر، عقیدہ و خیال، مذہب اور اخلاق، سیرت اور کردار، تعلیم و تربیت، تہذیب و ثقافت، تمدن و معاشرت، معیشت و سیاست، قانون و عدالت، صلح و جنگ اور بین الاقوامی تعلیمات سمیت خدا کی بندگی

اور انبیاء علیہم السلام کی ہدایت پر قائم کیا جائے۔

نہ ہو مذہب میں جب زور حکومت
وہ دین کیا ہے؟ فقط اک فلسفہ ہے

وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف و جملہ معاونین و اہل و عیال کو اجر کثیر سے نوازے اور اس کتاب کو ان کی میزان میں حسنات کا ذخیرہ بنادے اور اس کا نفع عام فرمادے۔

گذارندہ

الحاج قاری محمد ارشاد علی

مولوی، عالم (جامعہ نظامیہ)، بی- کام، عثمانیہ۔

ڈی-ایف-ای، ناگپور کالج۔

مؤلف کتاب اصلاحی تحفہ ”خادم تدریس القرآن“

ریٹائرڈ فائر آفیسر، بی ایچ ای ایل

حیدرآباد - انڈیا

باہتمام

صاحبزادہ الحاج محمد طاہر علی